OPEN ACCESS
ABHATH
(Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore.*

ISSN (Print) : 2519-7932
ISSN (Online) : 2521-067X
April-June-2022
Vol: 7, Issue: 26
Email:abhaath@lgu.edu.pk
OJS:https://ojs.lgu.edu.pk/index.php/abhath/index

کیپٹلزم، سوشلزم اور اسلام میں تملیک کا تقابلی جائزہ

A comparative study of capitalism , socialism and Islam in Ownership

Muhammad nasir
Ph.DScholar,UsuludDin,International Islamic University Islamabad:
nk1710414@gmail.com

Manzoor hmad Al azhari
Associate professor (Shariah) Hitec University Taxila Cantt:
maalazhari1@gmail.com

ABSTRACT

This paper intends to discuss the ownership. Ownership cab be divided in different types and uses in different matters of Islamic Shariah . Ownership is used in all religions and every religion differs to this type of financing. Ijara (Muntahia Bittamleek), is a form of Islamic financing in which the Islamic Bank purchases an item for a customer, then leases it to him with a profit via a leasing agreement between the two parties. There are opinions of scholars regarding this type of possession through partnership exercising agreement based upon partnership. This is a form of leasing contract which includes a promise by the lessor to transfer the ownership of the leased property to the lessee, either at the end of the term of the Ijarah period or by stages during the term of the contract. It is concluded that the modern method of partnership, which is a new form of participation, is consistent with its origin and traditional permissible mode with particular

Keywords: *Ijara Muntahia Bittamleek,* Owenership, Islamic Banking, Shariah, Injunctions, Permissibility

دنیا انسانیت میں پائی جانے والی اشیاء پر کسی نہ کسی کا قبضہ ودسترست ضرور ہوتی ہے ۔ اسی سے اشیاء کی ملکیت کا تصور جنم لیتاہے، اور دنیا میں موجود نظام ہائے اقتصاد و معاشیات اشیاء پر ملکیت وقبضہ کے بارے میں اپنے اپنے نظریات رکھتے ہیں ۔ ان نظریات کے ماہرین نے ملکیت وقبضہ کو عقلی و نقلی دلائل سے مزین کیاہے ۔ تاکہ ہر پڑھنے والے کو نظام ہائے اقتصادو معاشیات کی تھوری کا پتہ چلے، کہ ماہرین نے ملکیت کو کن قواعد وضوابط پر استوار کیاہے ۔ اس سے اس نظام کی سمت، مزاج اور نوعیت ظاہر ہوتی ہے ۔ اس کو جاننا اس لیے بھی ضروری ہے، ملکیت وقبضہ کے بغیر اشیاء کے مالک ہونا کا تصور ادھورا ہوتاہے۔ اس لیے سب سے پہلے گزشتہ زمانہ میں ملکیت وتملیک پر جو تحریری کام ہواہے، اس کی تفصیل پر نظر کرتے ہیں ۔

تملیک وملکیت کے عنوان پر سابقہ ہونے والے کام کا جائزہ۔

1 ۔ فتح المليك فی حكم التمليك :

محدث بریلوی ؒ شاہ احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے معاملات میں تملیک کی اہمیت کو واضح کیاہے ۔ مسئلہ تملیک پر یہ رسالہ اپنے بہترین محققانہ انداز کی وجہ سے کئی بار شائع ہواہے ۔ اور اب رضا فاونڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان سے شائع شدہ "فتاوی رضویہ" کی جلد نمبر 19 میں موجود ہے

2 ۔ اسلام کا نظریہ ملکیت :

ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقیؒ نے دو جلدوں میں اسلام کے نظریہ ملکیت کو اچھے انداز میں مرتب کیاہے۔اجتماعی، انفرادی اور ریاستی ملکیت پر خوب بحث کی ہے ، لیکن عصر حاضر میں اسلامی بینکنگ میں استعمال ہونے والے نئے آلات لین دین مثلا اجاره منتهيه ، مشاركه منتهيه، وغیرہ میں جو ملکیت کا استعمال اس کا عام قاری کو پتہ نہیں چلتا۔اس میں دیگر مذاہب کے نظریات کو ذکر نہیں کیاہے۔اس کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں ۔

3۔مسئلہ تملیک :

مولانا امین احسن اصلاحیؒ نے زکوۃ میں مصارف زکوۃ کو ادائیگی میں شرط تملیک کے بارے میں فقہاء محدثین و مفسرین کے اختلاف اور اپنی رائے کا اظہار کیاہے ۔ یہ مقالہ المورد k-51 ماڈل ٹاؤن لاہور سے شائع ہواہے۔

4 ۔ اسلام میں تحدید ملکیت کا تصور :

محمد سلیم، فریدہ یوسف، ہر دو پروفیسرز صاحبان، شعبہ علوم اسلامیہ بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان، ایمرسن کالج ملتان، کا مرتب شدہ ہے۔جس میں اسلام کے تحدید ملکیت کے تصور سے عیش وعشرت کے سدباب پر استدلال کیا گیاہے ۔ یہ مقالہ الاضواء شیخ زاید اسلامک سنٹر لاہور ۔ دسمبر 2017ء میں شائع ہواہے ۔

5 ۔ مسئلہ تملیک زکوۃ اور معاصر تشریحات : (ایک تجزیاتی مطالعہ)

حافظ عاطف اقبال , اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ اسلامیہ کالج لاہور ۔ کا مرتب کردہ مقالہ ہے جس میں زکوۃ میں تملیک کی شرط کے اختلاف کو اجاگر کیا گیا ہے ۔ شاہد اس کے علاوہ بھی فضلاء سکالرز کا کام ممکن ہے ۔ لیکن جو میسر آیا میں نے اس کو ذکر کیا ہے۔

6- Beneficial ownership in the Shari'ah and Modern Law: A Case of sovereign and Quasi Sovereign Ijarah Sukuk Strucures in Pakistan ,Bahrain, and malay Islamic Banking and finance Review[1]

محمد شعیب چیمہ صاحب، ڈاکٹر طاہر منصوری صاحب، اور امام الدین عبد الکریم عثمان صاحب انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کی مشترکہ کاوش ہے، جس میں سکوک (بانڈ) کی مختلف انواع اور اجارہ معینہ میں ملکیت کے بارے میں پاکستان، بحرین، اور ملائشیاء میں عام سول اور شرعی قانون کا ذکر کیا ہے۔ اور شرعی اور عام و سول قانون کا جائزہ پیش کیا ہے۔ یہ اصل میں ہر حکومت وقت کا مختلف جگہوں مثلا ائرپورٹ، موٹروے وغیرہ کو گروی رکھنے کی ملکیت کے بارے میں گفتگو کی ہے ،اس کو سکالرز صاحبان نے فائدہ مند ملکیت (Beneficial ownership) سے تعبیر کیا ہے، یہ کیسی بھی گورنمنٹ کا اپنی معاشی ضرورت پوری کرنے کے لیے (بانڈ وو قتی اجارہ) کا اجراء ہوتا ہے، جب حکومت کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے، تو ان اشیاء کو واپس لے لیتی ہے، کسٹمر و مشتری کو تدریجی طور پر مالک نہیں بنایا جاتا۔

مذکورہ بالا مقالات اور کیپٹلزم، سوشلزم اور اسلام میں تملیک کا تقابلی جائز میں فرق

جبکہ اس مقالہ میں اسلامی بینکنگ میں مستعمل اجارہ منتہیہ اور مشارکہ منتہیہ کی ملکیت کے بارے میں مختلف نظام ہائے اقتصادیات و معاشیات کے بارے میں تقابلی جائزہ پیش کرنا ہے۔ نیز ملکیت و تملیک کا دیگر مذاہب سے تقابلی جائزہ لینے کے ساتھ اس کی انواع واقسام اور اسلامک بینکاری میں شامل "اجارہ منتھیہ بالتملیک" میں ملکیت و تملیک کے تصور کا جائزہ لیا گیا ہے ۔ تاکہ جدید اسلامی بینکاری میں استعمال ہونے والے "اجاہ منتھیہ بالتملیک"(وہ کرایہ دار جس میں اجارہ کے اختتام پر اشیاء کو اجرت پر لینے والا چیز کا مالک بن جائے) میں پائی جانے والی تملیک و ملکیت کا اسلام نظام اقتصاد سے ربط بر قرار رہے۔ اب عصر حاضر میں موجود نظام ہائے معاشیات میں ملکیت اشیاء کو

1 -Islamic Banking and Finance Review Volume 8 Issue 2, Fall 2021 ISSN(P): 2221 5239 ISSN(E) 2413-2977 ,Journal UMT DOI: https://doi.org/10.32350/ibfr

ذکر کرتے ہیں ۔ کہ وہ ملکیت کے بارے میں کیا نظریات رکھتے ہیں ۔ تاکہ مختلف مذاہب میں تملیک وملکیت کی حقیقت کا علم وادراک عیاں رہے ۔

ملکیت کا سرمایہ دارانہ (Capitalism) نظریہ:

سرمایہ دارانہ نظام کی بنیاد ایڈم سمتھ(1723ء - 1790ء (Adam Smith) نے رکھی جو ایک برطانوی فلسفی اور ماہر اقتصادیات تھا[2]۔اس کی مشہور کتاب(Native and causes of the wealth of nations)اس کے معاشی افکار کا خزانہ ہے۔ایڈم سمتھ کے نزدیک ذاتی و نجی ملکیت کے حق کو سرمایہ دارانہ نظام میں بنیادی اساس کا درجہ حاصل ہے۔ مختصراً سرمایہ دارانہ نظام یہ کہتا ہے . کہ ذاتی منافع کے لیے اور ذاتی دولت و جائیداداور پیداواری وسائل رکھنے میں ہر شخص مکمل طور پر آزاد ہے، حکومت کی طرف سے اس پر کوئی پابندی نہیں ہونی چاہیے۔ تاہم سرمایہ دارانہ نظام دنیا میں سو فیصد (100٪) کسی بھی جگہ ممکن نہیں، کیونکہ حکومت کو کسی نہ کسی طرح لوگوں کے کاروبار میں مداخلت کرنی پڑتی ہے۔ مثلا امریکا، برطانیہ، فرانس، اٹلی وغیرہ میں سرمایہ دارانہ نظام لاگو ہیں ، دنیا کے بڑے بڑے مالیاتی ادارے اور بینک ان ممالک میں اس ہی نظام کے تحت چل رہے ہیں۔ اور اس کے ذریعہ یہ ممالک غریب ممالک کا استحصال کر رہے ہیں اور ترقی کی رفتار میں سستی غریب ممالک میں ان ہی کی وجہ سے ہے ، نیز عدم مساوات پر مبنی مالیات کی اصل و بنیاد یہی چیز ہے۔

ملکیت کا اشتراکی (Socialism) نظریہ:

اشتراکی نظام کی بنیاد ہیگل جارج ولہلم فریڈریک نے رکھی ہے، ہیگل اگست 1770,27ء – نومبر 14, 1831ء) کو پیدا ہوا ہے، یہ جرمن فلسفی اور جرمن مثالیت کی اہم شخص تھا[3]۔ یہ اپنے دور میں بہت مشہور ہوا اور براعظمی روایت فلسفہ اور تجزیاتی روایت میں بھی بااثر ثابت ہوا۔ اگرچہ ہیگل ایک متنازع شخصیت رہتا ہے، لیکن مغربی فلسفہ میں اس کی علمی قدو قامت تسلیم شدہ ہے۔ اسنے اشتراکی نظام کو علمی نظریہ کی شکل میں پیش کیا۔ ہیگل کے بعد کارل مارکس جو کہ (5 مئی1818ء میں جرمنی کے شہر ترئیر صوبہ رائن پروشیا) میں پیدا ہوا اس نے اٹھارویں صدی میں ہیگل کے نظریہ کو آگے بڑھایا اس اشتراکی نظام میں ذرائع پیداوار حکومت کی ملکیت ہوتے ہیں، ماسوائے اشیائے ضرورت کے کوئی چیز بھی نجی ملکیت میں نہیں رکھی جاسکتی۔ نیز کارل مارکس نے برسلز کانگرس

2: https://ur.wikipedia.org/w/index.php?title

3 : https://ur . wikipedia . org / w / index . php ? title

1868 اور بیسلی کانگرس 1869 میں پیداواری وسائل کی اجتماعی ملکیت اور زمین کی اشتراکیت کے مسائل کو اولیت دی گئی، یہ مراحل انٹرنیشنل کے نظریاتی پروگرام کی تکمیل کے لیے اہم تھے۔ کہاجاتاہے کہ مارکس پہلا ماہر اقتصادیات ہے جس نے سرمایہ داری کا سائنسی تجزیہ کیا۔ ان تمام افکار کو کارل مارکس کی کتاب داس کیپٹل (Daskapital) میں پڑھا جاسکتاہے۔ یہ اشتراکی نظام آج کل چین، اور روس میں جاری ہے۔ جبکہ ملک خداداد پاکستان میں مخلوط نظام معیشت پایا جاتاہے۔ کچھ ایسے کہ آج تک لبرل طبقہ ملک خداداد پاکستان میں تجربات کر رہاہے کبھی سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism) کی شکل میں، کبھی اشتراکیت (Socialism) کی شکل میں دیا مخلوط معیشت (Mixed Economy) کی شکل میں۔ لیکن اسلامی نظام اقتصاد و معیشت کو کماحقہ لاگو نہیں کیا جارہاہے ،اس خیال سے کہ کہیں ہم دنیا سے ترقی کی رفتار میں پیچھے نہ رہے جائیں، اللہ اکبر۔

ملکیت کا اسلامی (Islami) نظریہ:

اسلامی نظام کے قواعد وضوابط کی بنیاد اللہ تعالی کے ارسال کردہ کلام پاک، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمدہ تعلیمات پر ہے﴿ لِّلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ﴾[4] ترجمہ- آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ تعالی کا ہے۔ کائنات کی کوئی چیز حتی کہ اس کا حقیر سا ذرہ بھی اصلا انسان کی ملکیت نہیں، دوسری اشیاء کا کیا ذکر، خود انسان کو اپنی ذات کے مالکانہ حقوق حاصل نہیں ہیں۔ اللہ تعالی نے تمام اشیاء کو انسانوں کے لیے پیدا کیا ہے ۔ جن سے ہر کوئی فائدہ واستفادہ مساوی طور پر لے سکتاہے۔ جب تک وہ چیز کسی خاص شخص کی ملکیت میں نہ آجائے۔ تینوں نظام ھائے اقتصادیات کے نظریات پڑھنے سے یہ حقیقت بالکل عیاں ہو کر سامنے آتی ہے انسانوں کے بنائے ہوئے نظام اقتصاد و معیشت اور خالق ومالک رب العلمین کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔ اس لیے آج پوری دنیامیں اسلامی اقتصاد / اسلامی نظام معاشیات کی بات ہو رہی ہے۔

تملیک:

1۔ تملیک کالغوی معنی / مفہوم:

4 : البقرۃ 2/284

Al Qur'ān:2/284

ملک یملک ملکا، از باب ضرب یضرب ضربا "مالک ہونا" سے ثلاثی مجرد آتا ہے۔ ثلاثی مجرد کے عین کلمہ کو مشدد کرکے ثلاثی مزید فیہ بنایا گیا ہے۔ ملک یملک تملیکا از باب تفعیل "مالک بنانا" تملیک باب تفعیل کا مصدر ہے۔ "مالک بنانا کے معنی میں آتا ہے۔ مذکورہ معنی کے اعتبار سے "مالک کرنا/مالک بنانا" یہ متعدی ہے، لازمی باب میں سے نہیں ہے۔یعنی دوسرے کو کسی چیز کا مالک بنانا ہے۔

2۔ تملیک کا اصطلاحی مفہوم :

علامہ کمال الدین ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:ھو القدرة علی التصرف فی المحل شرعا[5]۔

ترجمہ: وہ ملکیت شرعی کے طور پر شئ مخصوص میں تصرف کرنے کی طاقت وقدرت ہے۔

علامہ زین العابدین ابراھیم ابن نجیمؒ یوں تعریف کرتے ہیں۔

الملک قدرة یثبتها الشارع ابتداء علی التصرف[6]۔

ترجمہ: ملکیت وہ قدرت ہے جس میں شارع نے ابتداء تصرف کرنے کے حق کی اجازت دی ہے۔

گویا کہ وہ قدرت بغیر مانع شرعیہ (شرعی روکاٹ) کے ہوگی ہو، تب ایک انسان کو اس مخصوص شئ میں تصرف کی اجازت ہوگی، ورنہ نہیں۔ ان کے علاوہ بھی مختلف کتب میں ملکیت کی تعریفیں پائی جاتی ہیں، مدعا تقریبا سب کا ایک ہی ہے کہ شرعی طور پر مال میں تصرف کرنے کا حق حاصل ہو، اور غیر شرعی طریقے سے حق تصرف فی المال کی کوئی صورت نہ پائی جائے۔

تملیک کے قواعد وضوابط:

کتاب اللہ و سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور علماء متقدمین ومتاخرین کی کتب میں تملیک کے مندرجہ ذیل اصول و قواعد مذکور ہیں۔

5: کمال الدین ابن ہمام، علامہ، فتح القدیر، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر پاکستان، ج5ص455

Kāmāl.uDīn.ibnhmam āllāmah, fāthul.qādīr ,māktabah . nowrha rḍūha .sakhr,Pakistan.vol, 5,p, 455.

6: زین الدین ابراھیم، ابن نجیم، الاشباہ والنظائر۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔1999م۔ ص299

Zān.u.Dīn.ībrahim,ībn.Nujāīm.Al-Ishbā.win.Al.Nazahīr,Dār.al.kutab,Al-Alīlmiyha,Byrwt Lābnān ,1999,page 299.

اس سے کوئی انکار نہیں کہ اللہ تعالی کا کلام قرآن مجید اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہی ہر مسئلہ کی بنیاد ہیں، علماء نے نظر عمیق سے قرآن مجید اور احادیث سے اصول و قواعد کو حاصل کرنے میں اصول و قواعد کی تعداد کا اختلاف ضرور نظر آتا ہے، بعض محققین نے اجمال اور بعض نے تفصیل سے اصول و قواعد پر گفتگو کی ہے۔

1) قرآن مجید نے ہر قسم کے اموال و جائیداد کی ملکیت "اللہ تعالی" کی ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے﴿ لله ملک السموات والا رض و ما فیھن ﴾[7]۔

ترجمہ: اللہ تعالی ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان میں ہے۔

متعدد آیات طیبات میں یہ عنوان مذکور ہے، کہ ہر قسم کی اشیاء کی ملکیت اللہ تعالی ہے۔

2) انسان کائنات میں اللہ تعالی کا امین خلیفہ، نائب ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:﴿ وھو الذی جعلکم خلئف الارض ﴾[8]

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں اپنا خلیفہ بنایا ہے۔

3) قانون مساوات :

ریاست کے افراد کے لیے معاملات میں قانونی طور پر تملیک میں مساوات ہے جس میں مسلم غیر مسلم، ان پڑھ، تعلیم یافتہ، نیک و بد کی کوئی الگ حیثیت نہیں ہے۔

4) رفع / ظلم کا خاتمہ :

خرید و فروخت میں تجارتی لین دین وغیرہ میں کسی پر کوئی ظلم روا نہیں ہے۔ خواہ ظاہر ہو یا خفی اس کے تمام تر ذرائع کو بند کرنا ہے۔ تاکہ کسی فرد کے ساتھ زیادتی نہ ہو۔

5) کامل عدل و انصاف :

متعاقدین خواہ وہ بائع و مشتری، یا مؤجر و مستاجر، یا راہن و مرھون وغیرہ کی صورت میں ہوں، ہر ایک کے ساتھ مکمل انصاف ہو۔ قرآن مجید کی سورۃ البقرۃ کی آیت مدائینہ میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

6۔ سد ذرائع :

7: المائدہ 5/125

Al Qur'ān 5/125

8: الانعام 6/165

Al Qur'ān, 6/165.

ہر طرح کے ناجائز حرام، مکروہ، ناپسندید حتی کہ کوئی ایسا عمل وکام جو فی ذاتہ جائز ہے، مگر نتیجۃً اس سے ناجائز راستہ نکلتا ہو تو شرعی طور پر اس کو بھی ختم کرنا ضروری ہے۔

7۔ دولت کی گردش :

دنیاوی اعتبار سے مال انسان کی فلاح اور معاشی زندگی کا ضامن ہے۔ قرآن کریم میں مال کو " قیام للناس " قرار دیا گیا ہے، اس لیے اس کو ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہونا بصورت تملیک ہی ہو سکتا ہے۔

مذکورہ بالا قواعد وضوابط اجمالی طور پر بیان کیے ہیں، ان کی لین دین میں پابندی ضروری ہے ان کی خلاف ورزی کاروبار میں جائز نہیں ہے۔ یوں ہی کچھ امور سے اجتناب (مثلاً سود، ضرر، غرر، دھوکہ، فریب، قمار وغیرہ) ضروری ہے۔ یہ اسلامی ملکیت کا اساسی نظام ہے، اس کو دنیا کے تمام اقتصادی نظاموں پر فوقیت حاصل ہے، کیونکہ یہ کلام الٰہی اور زبان جناب رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال و افعال کا ثمرہ ہے۔ آج دنیا میں انسان کے بنائے ہوئے اکثر مالیاتی نظام کیون ناکام ہو جاتے ہیں۔ کہ ان میں انسانی خواہشات کا عمل داخل ہوتا ہے۔ دنیائے انسانیت کے غیر اسلامی / سودی / کنونشنل بینکوں کے مالیاتی نظام میں یہ خرابیاں آج روز روشن کی طرح ظاہر ادیکھ سکتے ہیں۔ جس نے امیر کو امیر ترین بنادیا اور غریب کو غریب تر؟ لیکن اس سب کے باوجود اکثر لوگ اس میں سرمایہ رکھتے اور اپنے معاملات چلاتے ہیں۔ ہو سکتا ہے، اس کی وجوہات ہوں۔ جس کی ذمہ داری ہم میں پہلے اسلامی سربراہاں مملکت، پھر اسلامی ماہرین اقتصاد پر یقیناعائد ہوتی ہے۔ اللہ تعالی اصلاح کی توفیق دے آمین۔

تملیک میں آئمہ کا اختلاف :

تملیک میں آئمہ کا اختلاف جاننے سے پہلے چند امور کا ذکر ضروری ہے۔ چونکہ تملیک میں دوسرے کو مالک بنانا ہوتا ہے، اور یہ مالک بنانا تب ہو سکتا ہے، جب انسان خود پہلے مالک ہو، اور جس کی ملکیت مذکورہ بالا قواعد و ضوابط کے مطابق ہو نیز اس میں شرعی قیودات بھی مد نظر ہوں، کیوں کہ ذاتی، انفرادی اشیاء پر ملکیت بھی من جانب اللہ ہے، لہذا ان امور کو ذکر کرتے ہیں، جو کہ تملیک کے حوالہ سے اسلامی کتب فقہ میں درج ہیں۔

تملیک کی انواع :

1۔ صدر الشریعۃ الاصغر عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعۃ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

واعلم ان التملیکات اربعة انواع فتملیک العین بالعوض بیع وبلا عوض ھبة و تملیک المنفعة بعوض اجارة و بلا عوض عاریة [9]۔

ترجمہ: اور یقینا تملیک کی چار اقسام ہیں، پھر تملیک العین بالعوض کو بیع، بغیر بدلے تملیک کو ہبہ ،بدلے کے ساتھ منفعت کے مالک بنانے کو اجارہ، اور بغیر بدلے کے منفعت کے مالک بنانے کو عاریت، کہتے ہیں۔

2۔ عصر حاضر کے محقق ڈاکٹر الحسین بن محمد شواط اور ڈاکٹر عبد الحق حمیش لکھتے ہیں۔

ینقسم الملک الی ملک تام و ملک ناقص[10] ملکیت دو اقسام کی طرف منقسم ہوتی ہے۔

1) ملک تام، 2) ملک ناقص

ملکیت تام :

ملکیت تام کی تعریف یوں لکھتے ہیں۔

وھو ملک ذات الشئی و منفعته معا، فتثبت لما لکه جمیع الحقوق الشرعیة والاثار المرتبة علیھا [11]۔

ترجمہ: ملک تام: وہ چیز کی ذات و منافع دونوں کا بیک وقت مالک ہونا ہوتا ہے، پھر مالک کو جمیع حقوق شرعیہ اور احکام مرتبہ حاصل ہوتے ہیں۔

ملک تام کی خصوصیت کے بارے میں لکھتے ہیں: الاطلاق والدوام فی الملک ما دام محل الملک قائما[12]

ترجمہ: مالک کو مطلق دائمی ملکیت حاصل رہتی ہے جب تک اشیاء کی ذات باقی رہتی ہے۔

ملکیت ناقص :

ملکیت ناقص کی تعریف یوں لکھتے ہیں: ھوملک العین وحدھا، اوملک المنفعة وحدھا

9: عبید اللہ بن مسعود۔ شرح وقایہ۔ مکتبہ مجتبائی دہلی انڈیا۔ ج2 ص273

Obydullāh bin Māsood,Wīqīha,maktabah,Majtābāi Delhi India vol 2, p, 283

10: حسین بن محمد شواط، الدکتور، عبد الحق حمیش الدکتور، نظریة التملیک فی الفقه الاسلامی، ص1، www.alukah.net

Dr.Ḥssyn.bin.Muhammad,shwat,Dr,Abdul.Huq.Hamish,nẓryat.ul.al.tmlyk.filfiqhil.islami, page 1.

11: ایضاً

Ibid

12 : ایضاً

Ibid

ترجمہ: ملک ناقص چیز کا صرف مالک ہونا ہے۔ یا ملکیت منفعت کا صرف مالک ہونا ہے۔

اس کے بعد ملک ناقص کی پھر دو اقسام ہیں

ملک ناقص کی دو قسمیں ہیں :

1۔ ملک العین کا فقط مالک ہو (مالک اپنی ملکیت کا وصیت کے طور پر کسی کو مالک بنا دے) مثلا ایک وصیت میں اپنی ملکیت کی جگہ، چیز، مکان و گاڑی، مارکیٹ، دکان وغیرہ موصی لہ کو دیتا ہے۔ اب اگر موصی (وصیت کرنے والا) موصی لہ سے پہلے فوت ہو جائے تو یہ مذکورہ بالا چیزیں ورثا کی ہو جائیں گی جس پر ورثاء کی ملکیت ہو گی۔

2۔ ملک منفعت کا فقط مالک ہو (مثلا اجارہ منتہیہ بالتملیک، مشارکہ منتہیہ بالتملیک، مضاربہ منتہیہ بالتملیک، عاریت وغیرہ میں صرف ملکیت منفعت) جب تک مالیاتی ادارے سے ملکیت کے کاغذات حاصل نہیں ہو جاتے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ لکھتے ہیں۔

تملیکات سے متعلق عقود کی دو بڑی اقسام ہیں۔

1۔ عقود المعاوضہ : مثلا اجارہ، اجارہ منتہیہ بالتملیک، بیع شراء وغیرہ

2۔ عقود التبرع : مثلا انشورنس تعاونی، قرضہ حسنہ وغیرہ[13]۔ یہ عصر حاضر کے بعض ماہرین کی گفتگو تھی۔

مذاہب اربعہ :

اب تملیک کی انواع واقسام کے بارے میں آئمہ اسلام کا نظریہ جاننا بھی ضروری ہے۔ تا کہ مسئلہ کی ممکن حد تک وضاحت ہو سکے۔ اور قرآن کریم واحادیث سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم اور ان آئمہ کے اجتھاد اتصالحہ میں تطبیق سے حاصل شدہ اقوال کو کما حقہ لاگو کیا جا سکے اور عصر حاضر میں پیش آنے والے مسائل کے لیے اساس وبنیاد بھی یہی اقوال ہوں۔ آئمہ کی کتب فقہ سے اقوال ملاخظہ ہوں۔

فقہ حنفی :

علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ومن اشترى شيئا مما ينقل و يحول لم يجزله بيعه حتى يقبضه[14]۔

---

13 : محمود احمد غازی ڈاکٹر، محاضرات معیشت وتجارت، الفیصل ناشران تاجران کتب اردو بازار لاہور، 2010۔ ص220.

Māhmood āhmād Ghāzi, muhāḍrāāt.e.māhyshat.o.tijārāt,Al-faisal,nāshrān,tājrāān,kutab urdu bāzāār Lahore 2010,p, 220.

ترجمہ: اور جو شخص ایسی چیز خریدے جو منتقل ہو سکتی ہے۔ تو اس چیز کو قبضہ میں لینے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

مزید لکھتے ہیں۔

و یجوز بیع العقار قبل القبض عن ابی حنیفة و ابی یوسف و قال محمد لا یجوز[15]۔

ترجمہ: زمین کو قبضہ کرنے سے پہلے فروخت کرنا امام ابو حنیفہ، ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک جائز ہے۔ اور امام محمد کے نزدیک ناجائز ہے۔

فقہ مالکی :

علامہ قاضی ابن رشد مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

واما بیع ماسوی الطعام قبل القبض فلا خلاف فی مذ ھب مالک فی اجازته واما الطعام الربوی فلا خلاف فی مذهبه ان القبض شرط فی بیعه ، واما غیر الربوی من الطعام فعنه فیه روایتان احداهما المنع وهي الاشهر۔۔۔ والروایة الاخری الجواز[16]۔

ترجمہ: طعام کے علاوہ مبیعات میں قبضہ وملکیت سے پہلے فروخت کرنا درست ہے ۔ اور طعام ربوی میں قبضہ وملکیت بغیر کسی اختلاف کے ضروری ہے۔ اور غیر ربوی طعام میں دو روایات ہیں، ایک میں قبضہ کے بغیر فروخت کرنا منع ہے ، یہ مشہور روایت ہے، اور دوسری میں قبضہ سے پہلے فروخت کرنا جائز ہے۔

فقہ شافعی:

شافعی علماء کے نزدیک جب تک اشیاء پر ملکیت وقبضہ نہ ہو جائے، تو اس کو فروخت کرنا جائز نہیں۔

امام ابو زکریا یحیی بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

لا یجوز بیع المبیع قبل قبضه عقارا کان او منقولا ،لا باذن ولا بغیر اذنه لا قبل اداءالثمن ولا بعده [17]

14: علی بن ابی بکر مرغینانی۔ هدایة ۔ یوسفی طبع لکھنؤ۔ 1311ھ۔ ج3 ص77۔

Ali bin Abi bākr Mrkhināni , Ḥidāyā, Yousifi tābā,luknāo, 1311ھ.vol,3 p.77.

15 : ایضاً

Ibid

16: ابن رشد مالکی۔ بدایة المجتهد, بیت الافکار۔ اردن۔ 2007م۔ ص 671

Ibn Rushd , Mālki Al- Bidaiyat ul Mujtāhid, Bait ul Afkār ordān 2007, P, 671.

ترجمہ: قبضہ سے پہلے مبیع (ASSETS) کو فروخت کرنا جائز نہیں۔ مال منقول (گاڑی وغیرہ) یا غیر منقول (پلاٹ، مارکیٹ وغیرہ) نہ بائع کی اجازت سے، اور نہ بلا اجازت، نہ قیمت کی ادائیگی سے پہلے، اور نہ اس کے بعد احناف علماء میں سے امام محمدؒ کا بھی یہی نظریہ ہے۔

فقہ حنبلی:

علامہ امام موفق الدین ابی محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

لم يجز بيعه حتى يقبضه[18] ترجمہ: چیز کو قبضہ کرنے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

علامہ ابوالحسن علی بن سلیمان حنبلی فرماتے ہیں۔ امام احمد سے ایک روایت قبضہ وملکیت سے پہلے فروخت کرنے کی بھی ہے۔ جس کو شیخ تقی الدین نے اختیار کیا ہے لیکن یہ روایت مذہب حنابلہ کے خلاف ہے[19]۔

آئمہ اربعہ وغیرہ منقولہ اشیاء میں ملکیت وقبضہ کرنے سے پہلے فروخت کرنے کو ناجائز کہتے ہیں جبکہ غیر منقولہ میں امام ابو حنیفہ کا نظریہ ہے کہ قبضہ سے پہلے فروخت کرنا جائز ہے۔ یہی اختلاف اسلامی بینکنگ میں مکان، مارکیٹ، دکان، ٹریکٹر، کرین، تعمیراتی سازوسامان وغیرہ میں بھی آتا ہے۔ اسلامی بینک، کارپویشن، فرم، کمپنی یا کمپنی کا وکیل پہلے ان چیزوں کو اپنے قبضے میں لے پھر مستاجر کے حوالے کرے۔

تملیک کے جواز وعدم جواز پر دلائل:

تملیک کے جواز اور عدم جواز کے دلائل کچھ اس طرح ہیں کہ اشیاء کی تملیک حقیقت میں معاشی نیابت و امانت ہے ملکیت سے انسان کو کسی بھی چیز میں دو حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

1۔ حق قبضہ 2۔ حق تصرف

اپ کسی بھی ایسی چیز کی شرعی اور قانونی طور پر ملکیت منتقل کرنے کا حق دار ہوتا ہے جس کا حق شرعی و قانونی طور پر انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ اسلامی نظام معاشیات نے انسان کو ملکیت منتقل کرنے کے لیے نہایت عمدہ طریقے دیے ہیں

17: یحی بن شرف المعروف النووی ۔ المجموع شرح مهذب ۔ ج 9 س 364۔
Yhyā bin shārāf ,Almāroof Al – Nwāwi,Al mujmo shārh Mohāzib vol-9 P,364.

18:عبداللہ بن احمد ابن قدامه ۔ المغنی شرح مختصرالخرق ۔ دارعالم الكتب رياض ۔ 1997م ۔ ج 6 ص188
Abdul bin Ahmād ibn Qudaamah, Al-Mughni shārh Mukhtāsār Al Khārqi Dār Alām Al-kitāb Riyādh ء1997,vol,6, p,188.

19: علی بن سليمان ۔ الانصاف ۔ دار احياء التراث العربي بيروت لبنان ۔ 1406ھ ۔ ج4 ص461
Ali bin suliāmān alamah, Al- insāāf, dār Ihya Al-Turāth Al–Arābi Byrut Lābnān vol.4,p461.

تا کہ تملیک کے جائز و ناجائز طریقے بائع و مشتری کے سامنے ہوں بائع و مشتری حرام، ظلم، استحصال ناپسندیدہ طریقوں سے دور ہوں اور حلال وطیب، عدل وانصاف بلکہ پسندیدہ امور کے ساتھ تملیک کے طریقوں کو اپنائیں جو منشاء خداوندی ورضائے الہی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال وافعال شریعتکے مطابق ہو۔ کسی ایسے طریقے کو اختیار نہ کرے جو غیر اسلامی اور اسلام کے دلائل سے متصادم ہو۔ اب تملیک کے دونوں دلائل کو ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

جواز پر دلائل:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

1۔﴿واحل الله البيع﴾[20] اور اللہ تعالیٰ نے خرید وفروخت کو حلال کیا ہے۔

2۔﴿يايها الناس كلوا مما في الارض حللا طيبا﴾[21] اے لوگو! کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے۔

3۔﴿ماذا ينفقون ؟ قل ما انفقتم من خير﴾[22] کیا خرچ کریں؟ تم فرماؤ جو کچھ مال خرچ کرو خیر میں کرو۔

4۔﴿و كلوا مما رزقكم الله حللا طيبا﴾[23] اور کھاؤ جو کچھ تمہیں اللہ تعالیٰ نے رزق دیا حلال پاکیزہ۔

ان آیات طیبات سے تملیک وتملک ثابت ہو رہا ہے کیونکہ اسلام لوگوں کو ذاتی ملکیت سے نہیں روکتا اور نہ ہی حق ملکیت سے محروم رکھنے کو جائز قرار دیتا ہے۔ تو کوئی انسان / فرم / ادارہ اگر شرعی و قانونی طور پر تملیک کرتا ہے تو جائز ہے اور قرآن مجید کی نصوص سے تملیک ثابت ہے۔ اس قسم کی آیات قرآن مجید میں بکثرت ہیں۔ انفرادی ملکیت تسلیم کرنے اشیاء منقولہ وغیر منقولہ یا ذرائع پیدوار میں کسی کی کوئی تخصیص نہیں کی صرف ذاتی ملکیت میں اصول تحدید برقرار رکھی ہے کہ کثرت مال سے گردش دولت برقرار رہے۔ اور کوئی شخص دولت کی گردش کو نہ روکے، تا کہ نظام اقتصاد و معاشیات پر قدغن نہ لگے۔

20: البقرۃ 2/275

Al Qur'ān:2/285.

21: البقرۃ 2/168

Al Qur'ān:2/168.

22: البقرۃ 2/215

Al Qur'ān:2/215.

23: المائدہ 5/88

Al Qur'ān 5/88.

عدم جواز پر دلائل:

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے۔

1۔﴿ وحرم الربوا ﴾[24] اور سود کو حرام کیا ہے۔

2۔﴿ لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل ﴾[25]ترجمہ: ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ۔

لفظ الباطل کی تشریح کرتے ہوئے علامہ محمد بن یوسف المعروف ابن حیان اندلسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

والباطل ،وهو كل طريق لم تبحه الشريعة فيدخل فيه السرقة ،والخيانة ،والغصب والقمار،وعقود الرباء و اثمان البياعات الفاسدة [26]۔

اور باطل ہر اس طریقے سے مال حاصل کرنا ہے جس کو شریعت نے مباح نہیں کیا ہے پھر اس میں چوری ،خیانت،غصب،جواء سود پر خرید و فروخت اور فاسد بیوع کی رقوم شامل ہیں۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:المسلم على المسلم حرام ، دمه وعرضه و ماله [27]

ایک مسلمان کا خون،مال اور آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

ناجائز اور سود کے مال سے تملیک، میں مالک حقیقی اللہ تعالی کی عدم رضاء ہے۔ ارو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے دین اسلام کی کوئی اجازت نہیں ہے۔ لہذا اس سے اجتناب ہی شریعت کی منشاء ہے۔ اس نوع کی آیات واحادیث بکثرت موجود ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ تملیک کے جائز شرعی و قانونی طریقے کو چھوڑ کر غیر شرعی و قانونی طریقے کو اختیار کرنے سے تملیک نہیں ہوتی بلکہ انسان معاشرہ میں مجرم بن جاتا ہے۔

24:البقرۃ2/275

Al Qur'ān:2/285.

25:النساء4/29

Al Qur'ān: 6/29

26:محمد بن یوسف المعروف ابن حیان، تفسیر البحر المحیط، دارالکتب علمیۃ بیروت لبنان، 2001م، ج3ص240

Muhammad bin yousuf Almāroof ibn Hābbān Tāfsir Al bāhr Al-Muheet dār ul-kitab Almiya Byrut Lābnon, ء2001vol ,3,p.290.

27 : احمد بن محمد بن حنبل ، المسند امام احمد ، دارالحدیث قاہرہ مصر ۔ 1995م ، حدیث نمبر15961 ، ج12 ص 418۔

Ahmad Ibn Muhammad bin Hānbāl, Al-Musnād imām Ahmad, Dār Al-Hadith Qaira Egypt ء1995,Hadith no 15961,vol .12 P,418.

ملکیت کا حصول حلال طریقے سے ہو تو یہ منشاء خداوندی ہے اور غیر شرعی و غیر قانونی طریقہ سے تملیک عدم رضاباری تعالی ہے نائب کو نیابت کا وہ طریقہ اختیار کرنا چاہیے جو کہ مالک حقیقی کی رضا کا ہے نہ کہ دوسرا کوئی۔ تو اجارہ / اجارہ منتہیہ بالتملیک میں تمام وہ صورتیں ناجائز ہیں جس میں تملیک غیر شرعی و غیر قانونی طریقے سے ہو خواہ وہ کنونشنل بینک کریں یا غیر سودی بینک کریں۔ کوئی انفرادی صورت میں اپنائے یا کمپنی اور فرم کی صورت میں۔

تملیک کی مذکورہ بالا تفصیل کے بعد اس کی تطبیقی امثلہ بے شمار ہیں۔ لیکن عصر حاضر میں اسلامی بینکاری اور مالیاتی اداروں میں اس کی ایک بہترین مثال آتی ہے اس پر اس کو منطبق کرنا اور زیادہ اچھا ہو گا۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ

اجارہ منتہیہ بالتملیک :

اجارہ منتہیہ بالتملیک کی تعریف کرتے ہوئے ڈاکٹر خالد بن علی المشیقع لکھتے ہیں:

ھی تملیک منفعة من عین معلومة مدة معلومة یتبعه تملیک العین علی صتفة مخصوصة بعوض معلوم ۔[28]

ترجمہ: وہ عین معلوم (ASSETS) مبیع / شئیکا مقررہ مدت (FIX TIME) کے لیے کسی کو مالک بنانا ہے۔ بعد میں اس عین معلوم شے کا رقم کے بدلے مستاجر کو مالک کرنا ہے۔

تعریف میں عقد اجارہ منتہیہ بالتملیک کے مندرجہ ذیل ارکان کا ذکر ملتا ہے۔

1۔ عاقدین۔ مؤجر۔ مستاجر۔ (BUYER / SALER)

2۔ العین / چیز، مبیع، مؤجر۔(ASSETS)

3۔ عوض، رقم جو کہ بصورت کرایہ (RENT) ادا کی جائے گی۔

اجارہ منتہیہ بالتملیک کی مذکورہ بالا تعریف قدیم کتب تعاریف اور معجم المصطلاحات میں موجود نہیں ہے۔ یہ عصر حاضرہ کے جدید فقہی معاملات میں آنے والی نئی اصطلاح ہے اور اس کو اسلامی بینکاری میں متعارف کرایا گیا ہے۔ اس واسطے اجارہ منتہیہ بالتملیک کی تمام تعریفیں عصر حاضرہ کے سکالرز و فقہاء نے کی ہیں۔ ڈاکٹر خالد بن علی لکھتے ہیں:

ھذا المصطلح اصطلاح معاصر لم یکن عند الفقھاء السابقین[29]

28: خالد بن علی المشیقع الدکتور ۔ المعاملات المالیة المعاصرہ۔ دروس الدورة العلمیة، مسجد الراجحی مدنیة سعودی عرب 1424ھ ۔ ص53۔

Khālid.bin.Ali.Al-Mushiqa,Ālmuāmlāāt.al.mālyāh.āl.muāṣrāh,daros.al.dorat.al.ilmyha, musjid, Al.Rajhi madniā Saudi Arabia ھ 1424,P,53.

ترجمہ: یہ اصطلاح معاصرین کی ہے سابقہ فقہائے اسلام کے ہاں یہ اصطلاح معروف ہی نہیں تھی یا موجود ہی نہیں تھی۔ لیکن ھیئۃ المحاسبۃ للمؤسسات المالیۃ الاسلامیۃ(AAOIFI) کی کتاب المعاییر الشرعیہ رقم نمبر 9 میں لکھا ہے۔

واما الاجارۃ المنتهية بالتمليک فهی لا تخرج عن کونها عقد اجارۃ ترتيب عليه احکام الاجارۃ الخ[30]۔

ترجمہ: اور اجارہ منتہیہ بالتملیک وہ عقد اجارہ ہونے سے خارج نہیں ہو سکتا اس پر اجارہ کے ہی احکام مرتب ہوں گے۔ قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان ہی دلائل کو ذکر کیا ہے جو کہ قدیم فقہائے اسلام کی کتب میں موجود ہیں۔ اور وہی اس کے جواز اور عدم جواز کی بنیاد ہیں۔

بہر حال اصطلاح کا قدیم فقہائے اسلام کی کتب، معجم المصطلحات میں نہ ہونا مضر شرعی نہیں ہے۔ جیسے قرون اولی میں کئی ایک اصطلاحات نہیں تھی۔ اور بعد کے فقہا اسلام اور محدثین حدیث نے ان کے اسماء و اصطلاحات کو ذکر کیا ہے۔ مثلا قصار مفصل، اوساط مفصل اور طوال مفصل قرآن مجید میں۔ صحیح حدیث مرفوع حدیث، موقوف حدیث وغیرہ وغیرہ احادیث کی اصطلاحات میں۔

اجارہ منتہیہ بالتملیک کی تاریخ وآغاز:

عصر حاضر کے مختلف سکالرز نے جہاں اس کے مسائل کا ذکر کیا ہے وہاں پر اس کی تاریخ و آغاز کے متعلق بھی اظہار خیال کیا ہے۔ 1846ء میں کچھ افراد نے آلات موسیقی کی خریداری انگلستان میں کی۔ آلات کو پہلے کرایہ پر لیا بعد میں ان کو خرید لیا وہ اس کو اپنی زبان میں (HirePurchase) کہتے رہے بعد میں ایسی صورت متحدہ امریکہ میں 1953ء میں بھی سامنے آئی وہ اس کو اپنی زبان میں (Leasing) کہتے رہے۔ پھر فرانس میں 1962ء میں بھی اس کی صورت نظر آتی ہے۔ وہ اس کو اپنی زبان میں Credit Bill) (کہتے ہیں۔ پھر ستر کی دہائی میں عرب ممالک میں اس کا استعمال ہونے لگا[31]۔ جب اسلامی بینکاری کا رجحان ان ممالک میں تیزی سے ہوا تو محققین نے اس صورت

---

29 : ایضاً

Ibid

30 : هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الاسلامية منامه البحرين ۔ 2010م ۔ ص122۔

Hyāt.almuḥasabah.w.almurajha.ll.mūsasaat.almalyt.islamyat,Manama,Al.Bahrain،2010P,122.

31 : خالد بن علی المشیقع الدکتور ۔ المعاملات المالیة المعاصر۔ دروس الدورة العلمیة مسجد الراجحی مدنیة سعودی عرب 1424ھ ۔ ص53۔

Khālid.bin.Ali.Al-Mushiqa,almuāmlāāt.al.mālyah.al.muahṣrā,daros.al.dorāt.al.ilmyha, musjid, Al.Rajhi,madena,Saudi Arabia ھ 1424,P,53.

کو اسلامی نکتہ نظر سے دیکھا تو کتب اسلامی میں اس کا جزوی وجود فقہائے قدیم کی کتب میں سامنے آیا۔ تب اس پر خاصی توجہ دی گئی۔ آج اس نے اسلامی بینکاری کی تمویل میں مقام پالیا ہے۔

شیخ عثمان صفدر اجارہ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اس کا آغاز سب سے پہلے امریکہ میں 1905 میں ہوا ہے۔ بعد میں غیر اسلامی / روایتی بینکوں نے (Leasing Contract) کے نام سے اس کو ترقی دی ہے۔ اور اسی صورت کو معمولی تبدیلیوں کے ساتھ اسلامی بینکوں میں اجارہ کے نام سے شروع کیا گیا[32]۔

حافظ ذوالفقار علی لکھتے ہیں:

لیز نگ / اجارہ کو بطور تمویل استعمال کرنے کا تصور ماضی قریب کی پیداوار ہے۔ جسے 1950 کی دہائی میں ایک امریکی مالیاتی ادارے نے متعارف کرایا۔ اس سے پہلے لیز نگ کا بحیثیت مالیات کی سہولت کے کہیں تذکرہ نہیں ملتا۔ اسے زیادہ مقبولیت 1960 کے عشرہ میں حاصل ہوئی جب فرانس کے مالیاتی اداروں نے امریکی نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے ہاں اس کا آغاز کیا[33]۔ فھد بن علی الحسون لکھتے ہیں:

" اس کے بعد یہ عقد اجارہ اسلامی ممالک کیطرف منتقل ہوا۔ پھر اسلام بینک ملائیشیاء اور مصر وایران کے بینکوں نے شراکت داری کے اصول پر اس کو لاگو کیا۔ امریکہ اور مصر کے بینکوں نے شراکت داری کی بنیاد پر اسکو استعمال کیا ہے۔ کویت، سعودی عرب کے علاوہ 20 اسلامی ممالک اس اجارہ منتہیہ بالتملیک کو مالیاتی طریقہ کار کے طور پر استعمال کر رہے ہیں"[34]۔

آج تو تقریبا ہر اسلامی بینک جو کہ تعداد میں 400 کے لگ بھگ ہیں اس کو بطور اسلامی مالیات استعمال کر رہے ہیں۔ بہر حال اسلامی معیشت و تجارت و بینکاری پر جو کام شروع ہوا تھا تقریبا اس کی ترویج و ترقی میں ان

32: شیخ عثمان صفدر، ماہنامہ البیان، 7 جنوری تا جون 2013، کراچی۔ ص 172۔

Shāikh Osmān Sāfdār,Al-bāyān Māhnāmh January 7 to jun 2013 karachi.P,172.

33: حافظ ذوالفقار علی۔ معیشت و تجارت کے اسلامی احکام، ناشر ابو ھریرہ اکیڈمی 37 کریم بلاک اقبال ٹاؤن لاہور، طبع اپریل 2010۔ ص 143۔

Hāfiz zulfiqār Ali, māhyshat.o.tijārāt,ky,islāāmi.ākhkaam,Ābu.Horyra,Academy,37 Kārim block Iqbāl Town Lahore tābah, April 2010, P,143.

34 : فهد بن على الحسون, الاجارة المنتهية بالتمليك فى الفقه الاسلامى , مكتبة مشكاة الاسلامية 11, انتر نيت ,1426, ص 11.

Fāhd bin Ali Al-Hāssūn Al-Ijārāh Al-Muntahiyah Biltāmlik fi Al-fiq.e.Al-Islami Māktaba Mishkāāt ul Islamiyāh,inernet1426,P,11.

اصطلاحات کی تاریخ و آغاز 1970 کی دہائی میں ہی ہے۔ ورنہ اجارہ تو قرآن مجید، احادیث و آثار صحابہ اور اسلامی فقہ کا ایک عظیم عنوان ہے، اور اس کی تاریخ و آغاز اتنی ہی قدیم ہے جتنا فقہ اسلامی کی تاریخ و آغاز قدیم ہے۔

اجارہ منتہیہ بالتملیک کے اسباب:

عقد اجارہ منتہیہ بالتملیک میں غورو فکر کرنے سے عیاں ہوتا ہے کہ عوام الناس اسمیں کیوں دلچسپی لیتے ہیں تاریخی مراحل بھی ظاہر کرتے ہیں کہ آج کے زمانہ میں ملین ڈالر کا کاروبار اس میں ہو رہا ہے۔ اسلامی غیر اسلامی بینکنگ، کارپوریشن، فرم، مالیاتی ادارے اس میں سرمایہ کاری کر رہے ہیں عرب ممالک میں 100 فیصد اس میں کاروبار ہو رہا ہے۔ اس کے اسباب وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ اسلامی بینکاری و غیر اسلامی میں یہ طریقہ ملکیت نہایت آسان ہے۔

۲۔ مؤجر حضرات کی ملکیت معقود علیہ (Assets) پر شرعی و قانونی طور پر بحال رہتی ہے۔

۳۔ مؤجر ز معقود علیہ کو کسی بھی وجہ سے واپس لے سکتے ہیں۔

۴۔ مستاجر معقود علیہ کا آسانی سے مالک ہو جاتا ہے۔

۵۔ مستاجر کو معقود علیہ کے حصول میں زیادہ پریشانی نہیں ہوتی ہے۔

۶۔ مستاجر کو معقود علیہ کی ملکیت تامہ حاصل کرنے کے لیے الگ کسی رقم کا بندوبست کرنے کی ضرورت نہیں[35]۔

تعریف اجارہ منتہیہ بالتملیک فقہاء کے نزدیک:

ڈاکٹر علی محی الدین القرہ داغی لکھتے ہیں۔

"هو ان يتفق طرفان على اجارة شئى لمدة معينة بأجرة معلومة ، قد تذيد على اجرة المثل، على ان تنتهى بتمليک العين المؤ جر للمستاجر"[36]۔

---

35 : سعد بن عبدالله السبر,التاجير المنهى بالتمليك, فقه مقارن المهد العالى للفضاء،مكتبة شامله 1429ھ ص 14.

Sāād Bin Ali Al-Sābr,Al.Tājir.ul.Māhi,Bittāmlik, Fiqh,Moqarin.Al.māhid.Al-āāli lylqāzāhʾ ,Māktab shāmlā ھ1429 P,14.

36 : على محي الدين القره داغى,الاجاره تطبيقاتها المعاصرة , مجلة مجمع الفقه الاسلامى جده ,ج12,ص316.

Ali,Mohi.ud.din.dāghi.Al.Ijārāh.tāṭbyqāāt.al.moāsirā,mujālā.mājmā.al.fiqhil.islāmi,Jeddah vol,12, p ,316.

37: حسن على شاذلى الدكتور,الايجار المنتهى بالتمليك , مجلة مجمع الفقه الاسلامى جده ـ ج 5 ص ، 11

ترجمہ: اجارہ منتہیہ بالتملیک مؤجر و مستاجر کا مدت مقررہ، معلوم رقم پر عقد اجارہ کرنا کبھی کبھی یہ رقم اجرت مثلی سے زیادہ ہوتی ہے عین شئ کا آخر میں مؤجر مستاجر کو مالک بنادے گا۔

ڈاکٹر حسن علی الشاذلی لکھتے ہیں: ھو تملیک المنفعة ثم تملیک العین نفسھا فی آخر المدة[37]۔

ھیئة المحاسبةللمؤسسات المالیة الاسلامیة(AAOIFI) کی کتاب "المعاییر الشرعیة" میں لکھا ہے۔

اجارة یقترن بھا الوعد بتملیک العین المؤجرة الی المستاجر فی نھایة مد ة الاجارة اوفی اثنائھا و یتم التملیک با حد الطرق المبینة فی المعیار[38]۔

ترجمہ: عقد جس میں مؤجر مستاجر کو مبیع کا مالک بنانے کا وعدہ اختتام مد ت یا درمیان مدت میں کرتا ہے تو (معاییر شرعیہ) میں ذکر شدہ طریقوں سے ملکیت کو منتقل کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر خالد بن عبد اللہ بن براک الحافی لکھتے ہیں۔

عقد بین الطرفین یؤجد فیه احدھما لاخر سلعة معینة مقابل اجرةمعینة یدفعھاالمستاجر علی اقساط خلال مدة محدودة تنتقل بعدھاملکیة السلعیة للمستاجر عندسداده للا خر قسط بعقد جدید[39]۔

ترجمہ: اجارہ منتہیہ بالتملیک دوطرفہ عقد ہے جس میں ایک مؤجر دوسرے مستاجر کو مقررہ سامان مقررہ رقم پر دیتا ہے محدود مدت میں مستاجر مؤجر کو رقم قسطوں میں ادا کرے گا۔ آخر قسط کے مکمل ہونے پر نئے عقد کے ذریعہ مستاجر کو شے کا مؤجر مالک بنادے گا۔

مذکورہ بالا تعریفات عصر حاضر کے فقہاء کی ہیں۔ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اجارہ تو فقہ اسلامی کا قدیم باب ہے۔ جو کہ فقہ اسلامی کی تمام کتب "قدوری سے لے کر ھدایہ شریف" تک میں موجود ہے۔

Hāssān Ali Shāzli, Al-Ijār ul Muntāhi Bitamlik, mujālā mājmā.al.fiqhil.islāmi, Jeddah vol,5.p,11.

38: ھیئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالیة الاسلامیة منامه البحرینِ، 2010م ۔ ص 122

Hyatul muḥsbah wa mārajā.lil..mūsasaat.almaly., Manamah.Al-Bahrain,2010P,122.

39: حسن علی شاذلی الدکتور,الایجار المنتھی بالتملیك , مجلة مجمع الفقه الاسلامی جده ۔ ج 5 ص ، 11۔

Hāssān Ali Shāzli, Al-Ijār ul Muntāhi Bitamlik, mujālā mājmā.al.fiqhil.islāmi, Jeddah vol,5.p,11.

40: خالد بن عبد الله بن براك الحافی الدکتور, الاجارة المنتھبة بالتملیك فی ضوء الفقه الاسلامی ,1421ھ ص60.

Dr.Khālid bin Abdullah bin Bārāk Al Hāfi Al-Ijārāh.ul.Munthi.Biltāmlik.fi zoil.fiq-elislami,1421ھp,60.

لیکن اجارہ منتہیہ بالتملیک جو کہ اصل میں اجارہ ہی کی ایک نئی شکل اور اسلامی اقتصاد کا حصہ ہے دور حاضر کا فقہی معاملہ یا اصطلاح ہے۔ اسلیئے موجودہ دور کے فقہاء کی تعریفات کو اس میں درج کیا ہے۔ ہر تعریف میں غور کرنے سے جامعیت و مانعیت کا پتہ چلتا ہے۔ لیکن یہاں مقصود تعریف لانا ہے نہ کہ فصاحت و بلاغت سے جنس و فصل کو ذکر کرنا ہے۔ ہر فقیہہ نے اپنی معلومات، علم و دانش سے حالات کا جائزہ لے کر اجارہ منتہیہ بالتملیک کی تعریف کی ہے۔ مختلف تعریفات لانے کا مقصود معاملات فقہ میں عصر حاضر کی فقہی کاوشیں سامنے لانا ہے۔ اور ان میں جائز اور ناجائز صورتوں کو سمجھ کر ان میں فرق کرنا ہے۔ تاکہ عوام الناس کے لیے سہولت پیدا ہو۔

تعریف اجارہ منتہیہ بالتملیک قانونیین کے نزدیک:

ڈاکٹر توفیق حسن فرح لکھتے ہیں۔

عقد یصفه المتعاقدین بانه ایجار و یتفقان علی ان یقوم المستاجر فی هذه الحالة بدفع اجرة لمدةمعینة ینقلب العقدبعدها بیعا و تعتبرالاجرة التی دفعت علی اقساط ثمنا للبیع[40]۔

ترجمہ: وہ عقد کہ متعاقدین اس کو اجارہ کے نام سے یاد کرتے ہیں اور دونوں اتفاق کر لیتے ہیں کہ مستاجر مقررہ مدت کے لیے کرایہ ادا کرتا رہے گا۔ اس کے بعد معاملہ عقد بیع میں تبدیل ہو جائے گا۔ اور وہ کرایہ جو قسط کی صورت میں دیا گیا ہے عقد بیع کی رقم تصور ہو گا۔

ڈاکٹر جاک الحکیم لکھتے ہیں:

عقد ایجار مقرون بو عد بالبیع یقوم بموجبه احدالمتعاقدین با یجار شئی الی اخر لمدة معینة یکون للمستاجر عند انقضائها خیار شرائها بسعر معین[41]۔

ترجمہ: وہ عقد ایجار جو وعدہ بیع کے ساتھ متصل ہو مستاجر مؤجر کو مقررہ رقم معین مدت تک ادا کرتا رہے گا۔ مستاجر کرایہ کی مدت کے پورا ہونے پر خود مختاری سے معین رقم پر خریدنے میں بااختیار ہو گا۔

41: توفیق حسن فرج الدکتور, عقد البیع و المقایضة,مؤسئسة الثقافة الجامعیة ,1985م ,ص43.
Dr,Towfiq,Hāssān,Fārj,Āqd.ul.bay.walmoqāyāḍh,mūsasaat.ul.sāqāfāt.aljamaha.,1985M, page no.43

42:جاك الحکیم الدکتور, العقود الشائعة و المسحا ة , دار الفکر بیروت لبنان,1970م ,ص 219.
Dr.jāk.ul.khākim, āl. āqood.ulshayha .w.almosāhāt,Dār Alfikr Byrut Lābnān,1970 M,page no 219.

حضرات فقہا اور قانونیین کی تعریفات ایک دوسرے کے خلاف نظر آتی ہیں فقہی اور قانونی اعتبار یا تو الگ الگ ہیں یا پھر ہر ایک طبقہ نے اپنے اپنے انداز میں اس نئے معاملہ پر غور کیا ہے اس واسطے دونوں کی تعریف میں فرق ہے۔

اجارہ منتہیہ بالتملیک کی ایجابی و سلبی صورتین:

نقشہ ملاحظہ ہو۔ اجارہ

اجارۃ الاشخاص اجارۃ الاعیان

1) اجارہ تمویلیہ 2) اجارہ تشغیلیہ جو کہ عام اجارہ کے نام سے مشہور ہے۔ جو کہ اجارہ منتہیہ بالتملیک کے نام سے آج بینکنگ وغیرہ میں رائج ہے۔ اس کی ایجابی اور سلبی صورتیں درج ذیل ہیں۔

اجارہ منتہیہ بالتملیک کی ایجابی صورتیں۔

۱۔ مؤجر شے (Asset) مؤجر (Leaser) کی ملکیت ہو۔

۲۔ مؤجر (شے) کے نقصانات کا مالک مؤجر ہو۔

۳۔ مؤجر (شے) کی بعض دیکھ بھال کا ذمہ مستاجر کا ہو جس کو عربی میں صیانۃ عادیہ (Minor maintenance) کہتے ہیں۔

۴۔ مؤجر (Asset) کا صرف اجارہ کرے بعد میں ملکیت کا انتقال الگ عقد سے ہو۔

۵۔ مؤجر (شے) کا کرایہ مستاجر کے حوالہ کرنے کے بعد وصول کیا جائے۔

۶۔ مؤجر شرائط غیر ملائم (جو عقد کے مناسب نہیں) سے آزاد ہو۔

اجارہ منتہیہ بالتملیک کی سلبی صورتیں:

۱۔ مؤجر (Leaser) مؤجر (Asset) شے کا مالک نہ ہو اور عقد اجارہ کرے۔

۲۔ مؤجر / شے کی دیکھ بھال مکمل طور پر مستاجر پر ڈال دے۔

۳۔ مؤجر اور مستاجر (Buyer) کے درمیان عقد اجارہ اور بیع بیک وقت ہو۔

۴۔ مؤجر مستاجر سے عقد اجارہ میں شرائط غیر ملائم پر عقد اجارہ کرے۔

۵۔ مؤجر مستاجر کے درمیان عقد اجارہ مجہول الثمن کے طور پر ہو۔

۶۔ مؤجر مستاجر عقد میں مدت کو مجہول چھوڑ دیں۔

۷۔ اجارہ میں بیع / وھبہ معلق بشرط مستقبل پر موٴجر و مستاجر عقد اجارہ کریں[42]۔

نتیجہ و خلاصہ

کائنات میں موجود انسانوں کے خرید و فروخت کے معاملات میں ملکیت و تملیک کو اساسی حیثیت حاصل ہے۔اس کے بغیر معاملات کی تکمیل ناممکن ہے۔ ملکیت و تملیک کا ہر مذہب میں تصور موجود ہے۔ ملکیت و تملیک سے کہیں بھی فرار نہیں ہو سکتا۔ ورنہ معاشرہ میں جنگ وجدال برپا ہو گا، کیونکہ ہر کوئی دوسرے کی ذاتی اشیاء کو اٹھانے کی کوشش کرے گا۔ اسلامی نظریہ میں اسے بہت تفصیل سے بیان کیا گیاہے، قرآن پاک اور احادیث رسول ﷺ میں بیان کردہ اصول و قواعد سے مفسرین و محدثین اور فقہاء نے اپنی اپنی کتب و مقالات میں اس کی تمام تر اقسام و انواع کا تذکرہ کیاہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے تمام اشیاء میں تملیک و ملکیت کا تصور کیپیٹلزم، سوشلزم اور اسلام میں الگ الگ ہے، قرآن پاک، احادیث نبوی ﷺ میں ذکر کردہ اصول و قواعد سے علماء کا مزید اقسام وانواع کو ذکر کرنا اور ہر قسم کے لیے ملکیت کا وجود ثابت کرنا ان کی علمی تحقیقی نظر کا کمال ہے، کوئی ایسی قسم خرید و فروخت کی موجود نہیں جس میں ملکیت کی نوعیت کا ذکر نہ ہو یہ اس لیے ہے کہ دین اسلام اشیاء کی ملکیت میں ہر قسم کے اختلاف کو بالکل ختم کرنا چاہتاہے، تاکہ امن وسلامتی سے اشیاء کا تبادلہ ہو سکے، اور کوئی فرد دوسرے کی اشیاء پر قبضہ نہ کرے۔ یوں ہی اجارہ منتھیہ بالتملیک وغیرہ جو کہ اسلامی بینکاری میں شامل ہے۔ اسمیں تدریجی تملیک پائی جاتی ہے ۔جو کہ سودا کی تکمیل کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتی رہی ہے اور انتہاء میں یہ تملیک تام ہو جاتی ہے۔ آج کے زمانہ میں اسلامی بینکاری میں اجارہ کی تمام اقسام میں اس کا خاصہ رول ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

---

42 : هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الاسلامية منامه البحرين، 2010م ص122.

Hyatul muḥsbah wā mārajā.lil..mūsasaat.almaly., Manamah.Al-Bahrain,p 122.

43 يوسف بن عبد الله الشبيلى,فقه المعاملات المصرفية ,مكتبة الشامله ,ج2ص122.

Yosuf bin Ābdullāh Al-Shabli, Fiqh Al-Mohāmlāāt.almusrāfyā,Shāmilāh,vol2,p122 .

خالد سیف اللہ الرحمانی، جدید مالیاتی ادارے فقہ اسلامی، کتب خانہ نعیمیہ سہارن پور یوپی انڈیا، 2014ء، ص57

Khālid,Saifullah,Rāhmāni.jādeed.malyaati.adāāry.fiq.islami,kotubkhanaNaeemia Saharanpur, UP india 2014, p,57.